سُبُحَانَ الَّذِی اَسُرٰی بِعَبدِہٖ لَیلًا مِّنَ الُمَسُجِدِ الُحَرَامِ
اِلَی الُمَسجِدِ الاَقُصَی الَّذِی بَارَکُنَا حَولَہٗ لِنُرِیَہٗ مِنُ آیٰتِنَاہ

ترجمہ

پاک ہے وہ ذات جس نے اپنے بندہ محمد ﷺ کو مسجد حرام سے اُس مسجد اقصی تک سفر کروایا،
جس کے اردگرد برکتیں رکھی ہیں تا کہ اپنی نشانیوں کو دکھائیں

مسجد الاقصی ایک نظر میں



از قلم

مفتی محمد سجاد حسین القاسمی

مہتمم و بانی جامعہ دارالثقلین وٹرسٹی خدام العلماء بنگلور
و
بانی و مدیر اعلی ماہنامہ ندائے طیب بنگلور۔۴۳

سُـــبُحَانَ الَّذِی اَسُرٰی بِعَبدِہٖ لَیلًا مِّنَ الُمَسُجِدِ الُحَرَامِ
اِلَی الُمَسجِدِ الاَقُصَی الَّذِی بَارَکُنَا حَولَہٗ لِنُرِیَہٗ مِنُ آیٰتِنَاہ

ترجمہ

پاک ہے وہ ذات جس نے اپنے بندہ محمد ﷺ کو مسجد حرام سے اُس مسجد اقصی تک سفر کروایا،
جس کے اردگرد برکتیں رکھی ہیں تا کہ اپنی نشانیوں کو دکھائیں

مسجد الاقصی ایک نظر میں

ازقلم

مفتی محمد سجاد حسین القاسمی

مہتمم و بانی جامعہ دارالثقلین وٹرسٹی خدام العلماء بنگلور
و
بانی ومدیر اعلی ماہنامہ ندائے طیب بنگلور۔۴۳

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مسجد اقصیٰ کی حقیقت

''مسجد اقصیٰ''،''ہیکل سلیمانی'' بھی کہتے ہیں۔ یہ فلسطین شہر میں ہے۔ جسے ملک شام بھی کہا جاتا ہے۔''اقصیٰ'' عربی لفظ ہے۔ جس کے معنی'' کنارے'' اور'' دُور'' کے ہیں۔ چونکہ ''مسجد اقصیٰ، مسجد حرام یعنی کعبۃ اللہ زادہا اللہ تشریفاً وتعظیماً سے بہت دور ایک دَم کنارے میں واقع ہے۔ اسی نسبت سے اس مسجد کا نام ''مسجد اقصیٰ'' رکھا گیا ہے۔ اس کا دوسرا نام بیتُ المَقدِس اور بیتُ المُقَدَّس دو تلفظوں کے ساتھ بھی پکارا جاتا ہے۔ یہیں سے حضورﷺ ۲۷ رویں رجب کی شب میں معراج کو گئے تھے۔ اس کا دوسرا نام''اَرضِ کنعان'' بھی ہے۔ جس میں حضرت ابراہیمؑ نے ملک عراق کے شہر ''اُرُ'' سے ہجرت کر کے رہائش اختیار کر لی تھی اور جہاں آپ کے دونوں بیٹے حضرت اسماعیلؑ اور یعقوبؑ بھی آپ کے ساتھ رہتے تھے۔ حضرت یوسفؑ کو جس کنویں میں ڈالا گیا تھا۔ وہ کنواں بھی اسی علاقے میں ہے۔ اس شہر کو فلسطین اور ارض کنعان کے علاوہ''شیلم، جیروسلم'' اَرضِ مقدس، اسی طرح، انگریزی میں''ہولی لینڈ'' بھی کہتے ہیں۔

مسجد اقصیٰ یا فلسطین''سجل'' اور''نابلس'' دوشہروں کے بیچ میں کوہِ لبنان کے سلسلے کے''موریہ'' نامی چوٹی پر واقع ہے۔ دراصل یہاں ایک پہاڑی سلسلہ واقع ہے۔ جس کو قدیم زمانہ میں''قوم موریہ'' کے رہنے کی وجہ سے'' موریہ پہاڑی'' کہا جاتا تھا۔'' موریہ'' پہاڑی سلسلہ دراصل اس ملک میں شمال جانب سے دو پہاڑی سلسلے جنوب ومغرب کی طرف چلے ہیں۔ جس کا نام''کوہ لبنان'' ہے۔ کوہ لبنان کا پہاڑی سلسلہ جنوب مغرب جانب چل کر دوشاخیں ہو کر ایک شاخ دکھن جانب چلا گیا ہے۔ کو لبنان کے اسی دکھنی پہاڑی سلسلوں میں تھوڑی تھوڑی دور پر پہاڑ کی چوٹیوں کے'' بتور''، وادی بنی اسرائیل، افرائیم، یہودیہ،، کوہ کرمل، اکرا، بزیت، موریہ'' وغیرہ کئی پہاڑی چوٹیاں ہیں۔ ان میں سے ''موریہ'' نامی شاخ پر ایک طرف قصبہ''سجل'' دوسری طرف قصبہ''نابلس'' اور ان دونوں کے بیچ میں شہر''یروشلم''، فلسطین واقع ہے۔ جس میں حضرت داؤدؑ نے اللہ کے حکم سے ایک عبادت خانہ کی تعمیر کی تھی۔ جس کو وہ مکمل نہ کر سکے۔ وفات کے وقت انہوں نے اپنے فرزند حضرت سلیمانؑ کو تعمیراتی

اسباب دے کر وصیت کی تھی کہ وہ اس کی تعمیر مکمل کر دے۔اسی وجہ سے حصرت سلیمانؑ نے مسجد اقصی کی تعمیر جناتوں کے ذریعے مکمل کر کے اس میں عبادت کو جاری کیا۔

تاریخ بیت المقدس کتاب رص ۱۹/ پر ہے کہ حضرت سلیمانؑ نے اپنے باپ کی اس نامکمل مسجد کو اپنی تخت نشینی سے چار برس دو ماہ بعد بنانا شروع کیا۔موسیٰؑ کے مصر سے نکلنے کے پانچ سو بانوے برس بعد اور ابراہیمؑ کے مسوپیٹو ما یعنی عراق کے شہر ''اُر'' سے نکل کر ملک کنعان یعنی فلسطین میں آباد ہونے سے ایک ہزار بیس برس بعد اور طوفان نوحؑ سے ایک ہزار چار سو چالیس برس بعد، اسی طرح شہر ''سور'' کے آباد ہونے سے دو سو چالیس برس بعد اور ''جیرام'' نامی بادشاہ کے تخت نشیں ہونے سے گیارہ سا برس بعد ہیکل سلیمانی کی تعمیر شروع ہوئی ہے۔اسی طرح پیدائش آدمؑ سے تعمیر ہیکل سلیمانی تک کل تین ہزار ایک سو دس سے بیس برس گذرے ہیں۔

جس موریہ نامی پہاڑی سلسلہ پر یہ مسجد تعمیر ہے ''موریہ'' پہاڑی ''موریہ، صیحون، اکرا، اور بزیتھا'' چار ناموں سے مشہور ہے۔ان ناموں کی وجہ سے مؤرخین نے لکھ دیا ہے کہ مسجد اقصی یا ہیکل سلیمانی چار پہاڑوں پر واقع ہے۔حالانکہ یہ صرف موریہ نامی ایک ہی پہاڑ پر واقع ہے۔چار ناموں کی وجہ تسمیہ قوم و بادشاہ وغیرہ کی نسبت سے ہے۔یعنی موریہ نام اس وجہ سے ہے کہ سب سے پہلے اس پہاڑ پر حضرت نوحؑ کی نسل سے ایک موریہ نامی قبیلہ آباد ہوا تھا۔پھر اس قوم میں ایک صیحون نامی بادشاہ بنا۔اس کی بادشاہت کے زمانہ میں اسی پہاڑی کا نام ''کوہ صیحون'' ہوگیا۔اسی طرح ''یروسلم'' کی وجہ تسمیہ ایک اور بادشاہ ''ملک صدِق سالم'' کے نام کی طرف نسبت سے ہے۔

بقول مؤرخین و بائبل کتاب اس شہر کو وسیع ترین شہر بنانے والا یہی بادشاہ ہے۔چونکہ اس زمانہ میں ایک ''یبوسی'' نامی ایک قوم رہتی تھی۔شہر تعمیر ہونے کے ۱۰۰/ برس بعد ''یبوسی'' قوم اقتدار میں آ کر ''کوہ صیحون'' پر ایک قلعہ تعمیر کی اور اس کا نام ''اپنی قوم کے نام پر ''بابوس/ یا یبوس'' رکھا تھا۔لفظ ''یروسلم'' میں جو ''یرو'' اور ''سلم'' دو الفاظ ہیں۔ان کی اصلیت ''یبوس سلم'' ہیں۔''یبوس'' قوم کی نسبت سے ہے جو کثرت تلفظ سے ''یرو'' ہوگیا ہے۔اسی طرح ''سلم'' اپنی اصلیت پر باقی رہ کر تلفظ ہو کر دونوں جڑ کر ''یروسلم'' مشہور ہوگیا۔جسے ''جیروسلم'' بھی پکارا جانے لگا ہے۔

یروشلم یعنی فلسطین کا اصل باشندہ طوفان نوحؑ کے بعد حضرت نوحؑ کے تین بیٹے سام، حام اور یافث میں سے بروایت احمد ''یافث بن نوحؑ نسل سے ''بنو یقطین'' کے عربی زبان والے لوگ ہیں۔بنو یقطینی لوگوں نے ملک شام کے میدانی علاقوں کو پہلے پہل صاف ستھرا کر کے آباد کر کے رہائش اختیار کر لی۔ان میں سے ایک قبیلہ کنعانی مشہور ہوا۔اس خطہ سے ان بنو کنعانیوں نے بدشگونی تصور کی اور

بدشگونی تصور کرنے کو عربی میں ''شام'' کہتے ہیں۔ بدشگونی کی نسبت سے پورے خطے کا نام ''شام'' مشہور ہوا۔ اسی طرح ان علاقوں میں بنو یافث کے قبائل میں سے بنو یقطینیوں کی رہائش کی نسبت سے پورے خطے کو ''کنعان'' مشہور ہوا۔

مگر یہ بنو یافث میں سے ''بنو یقطین'' نسل کا قبیلہ ''کنعانی'' لوگ اتنے کمزور رہے کہ حضرت یعقوب کی اولاد یعنی ''بنی اسرائیلیوں'' نے اس خطہ کی طرف آ کر جب چڑھائی کر کے یہاں قیام کی تو یہاں کے اصلی باشندوں ان ''کنعانیوں'' کو مار بھگایا۔ پھر اس قسمت کے ماروں ان بدنصیبوں پر اہل روم نے بھی چڑھائی کر کے سبھوں کو ملک عراق بھیج دی۔ بعد میں ملک شام پر غلبہ پالیا پھر اہل عرب نے قابو پا کر قبضہ جما کر ''فالع بن عابر بن ارفخشد بن سام بن نوح'' کے بیٹوں کے درمیان زمین کو تقسیم کر دی۔ ''فالغ'' کا نام کوئی دوسرا تھا۔ چونکہ اس نے اس خطہ اراضی کو اس زمین کو تقسیم کیا تھا اور فالغ کا معنی ''تقسیم کرنے والے'' ہی کے آئے ہیں۔ اس لئے اسی لفظ سے یہ شخص مشہور ہو گیا اور اس کا اصلی نام زبان زد عوام نہ ہو سکا۔

اس تفصیل سے واضح ہے کہ یہاں کے اصلی باشندے یہی یافث بن نوح نسل سے بنو یقطینی لوگ ہیں۔ انہیں میں سے ایک قوم یبوسی مشہور ہوئی۔ جس کا مشہور بادشاہ صیجون تھا۔

یشوع کتاب کے باب ۱۰/اور ۱۳/میں لکھا ہے کہ یشوع نے ملک کنعان یعنی فلسطین پر حملہ کر کے یہاں کے بادشاہ کو قتل کر کے یروشلم پر قبضہ کر لی۔ اس وقت سے یہاں ''یبوسی'' اور نسل ابراہیمی ''یہودی'' دونوں مل جل کر رہنے لگے۔ اس کے بعد ''یشوع'' نے اس ملک کو ''حضرت یعقوبؑ کے بیٹے اور حضرت یوسفؑ کے سگے بھائی حضرت بنیامین کو یہ شہر حوالے کر دی۔ چونکہ یہ شہر بنیامین کے سوتیلے بھائی ''یہودا'' کی رہائشی قصبے کی حدود وسرحد میں تھا۔ اس لئے اس نے اس شہر پر قبضہ کر لیا تھا۔ یہودا اور بنیامین میں اس شہر کے لئے تنازع اکثر ہوتا رہا۔ کبھی بنیامین اور کبھی یہودا کی سلطنت میں یہ شہر شامل ہوتا رہا۔

اللہ تعالی نے جب اس شہر کو اپنی عبادت کے لئے چن لیا۔ تب سے حضرت یعقوبؑ کے بارہ بیٹوں یعنی بارہ فرقوں کی رہائش گاہ اور حکمرانی کی راجدھانی بن گئی۔ اس کے بعد یہ شہر بنی اسرائیل کے دو گروہ ''یہودا'' اور بنی اسرائیلی دو سلطنتوں میں تقسیم ہو گئی۔ اس کے بعد ۱۰۰۰/میں حضرت داؤدؑ نے اس شہر کو فتح کی اور موجودہ حساب سے ایک پندرہ ایکڑ زمین پر مشتمل علاقے پر ایک آزاد ریاست ''اُر۔ داؤد'' نام دیا۔ جس ما معنی ''شہر داؤد'' رکھ کر اسی کو اپنی سلطنت کی راجدھانی بنالی۔

تاریخ بیت المقدس/ص: ۲۴/کے بیان کے مطابق حضرت داؤدؑ کے بعد ان کا لڑکا سلیمانؑ نے اس کا حاکم بن کر چالیس برس حکمرانی کر کے ۹۴/برس کی عمر میں وفات پا گئے۔ حضرت سلیمانؑ کے بعد

ان کا بیٹا ''رجعام'' بادشاہ بنا۔انہیں کے زمانہ میں سارے لوگ یہاں غیر اسلامی مزاج کے بن کر بے دین ہو گئے۔حکومت دو حصوں میں منقسم ہو کر بنی اسرائیلی کے بارہ فرقوں میں سے دو فرقوں میں حکومت رہ گئی۔ایک فرقے کی حکمرانی دس بھائیوں کی حکمرانی کا سردار ''ریبعا'' بنا۔اس کے بعد شاہ مصر ''سیساق'' نے یروشلم کو لوٹ لیا۔رجعام سے ''یوحیا'' بادشاہ تک کے زمانے تک چار سو برس کا زمانہ گذرا ہے۔بنی اسرائیلیوں کی حکمرانی والے سلطنت میں بھی تقسیم ہو گئی۔یوحیا کے دور میں مصری فرعون ''نیکوہ'' نے اس پر چڑھائی کی۔جس کی سلطنت کا ایک صوبہ شاہ بابل ''نیوپلر بنوکد ضر دوسرا نام ''بخت نصر'' کے باپ کی سلطنت میں تھا۔''یوحیاہ'' اور شاہ مصر مذکور میں جنگ ہوئی۔جس میں ''یوحیاہ ''حضرت یرمیاہ علیہ السلام کے عہد میں مر گیا۔اس کے بعد اس کا بیٹا ''یہوآخذ'' بادشاہ بنا۔

اس شہر میں مسلمان،یہودی عیسائی تین توحید پرست قوم رہتی ہیں۔بیشتر مسلمان ہیں۔علاوہ ازیں کچھ ''ارمنی'' نامی قوم بھی رہتی ہے۔مادری زبان یہاں کی عربی ہے۔تمام ملک اور بلکہ دنیا بھر کے عیسائی سال میں یروشلم میں تین بار پہنچ کر تین عیدیں مناتے ہیں۔ایک ''عید'' فرعون کے ظلم سے بچ کر مصر میں پنا لینے کی خوشی میں ''عید فصیح'' کے نام سے مناتے ہیں۔جس میں قربانی کرنے اور فطیری نامی روٹی کھاتے ہیں۔دوسری عید،مصر سے نکلنے کے بعد چالیس سال میدان تیہ کے بیابان میں رہنے کی یادگار میں ''عید خیمہ'' کے نام سے مناتے ہیں۔اس میں پتوں اور شاخوں کے جھونپڑے بنا کر سات روز میدان میں رہتے ہیں۔تیسری عید،مصر سے نکلنے کے بعد ''کوہ سینا'' پر شریعت پانے کی یادگار میں مناتے ہیں۔اس کو یونانی زبان کے تلفظ میں ''عید پنتوکسٹ'' نام سے مشہور کر کے بولتے ہیں۔

یہ شہر حضرت داودؑ کے عہد سے پایہ تخت ہونے کے سبب خوبصورت تھا۔اسی سرزمین پر حضرت یعقوبؑ نے اللہ تعالی سے باتیں کی تھیں۔اسی وجہ سے اس جگہ کا نام ''بیت ایل'' یعنی ''خدا کا گھر'' رکھا گیا ہے۔ہزاروں انبیاء علیہم السلام کی پیدائشی جگہ اور مزارات کا یہ شہر ہے۔اسی شہر کے بارے میں قرآن کے پندرہویں پارہ میں اللہ تعالی نے ''اَلَّذِیْ بَارَکْنَا حَوْلَهٗ'' کہ کر اعلان کیا ہے کہ ''اس سرزمین کے اطراف میں برکتیں اللہ نے رکھی ہیں''۔اسی وجہ سے یہ شہر بہت سرسبز و شاداب ہے۔اس شہر کے اطراف میں ''وادی شفات'' نامی ایک جگہ ہے۔جس میں یہودی لوگ دفن ہونا نجات کا سبب جانتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے شب معراج کے زمینی سفر میں اس جگہ تشریف لے جا کر سارے نبیوں کی امامت کی تھی۔اس شہر کی پناہ گاہ کا گھیر ۱۵۳۴ء میں سلطان سلیمان سلیم شاہ نے تعمیر کرایا تھا جو تقریبا ڈھائی میل کی بونڈری ہے۔حضرت مسیح علیہ السلام کے دور مشہور مؤرخ ''مطرخ یوسفس'' کے بقول اُس وقت چار میل کا گھیر یعنی بونڈری والا یہ شہر تھا۔اس شہر میں بیت المقدس یعنی مسجد اقصی اور حضرت مسیح کی فرضی قبر کے اور کوئی عمارت نہیں ہے۔بروایت ''المعروف'' نامی کتاب اس شہر کے چھوٹے

بڑے اکتیس مقامات یعنی محلے ہیں۔ان میں سے سب سے معظم مسجد اقصیٰ کا ہی مقام ہے۔اس کے علاوہ حضرت امیر المؤمنین حضرت عمرؓ کی تعمیر کردہ مسجد عمرؓ ہے۔مسجد اقصیٰ کے علاوہ ایک مسجد قبۃ الصخرا نام سے بھی ایک مسجد تعمیر ہے۔

فلسطین کی سرزمین کی حقیقت و اصلیت جاننا چونکہ ہر مسلمان کے لئے آج درجۂ فرض میں ہے۔کیوں کہ آج کے حالیہ ایام میں فلسطین سابقہ زمانوں کی طرح پھر جہنم بنا ہوا ہے۔غاصب یہودی حضرت ابراہیمؑ اور ان کی اولاد حضرت یعقوبؑ ،جن کی یہ لوگ نسل ہیں۔ہدایات وحقانیت کا انکار کر کے اپنے لئے شیطان کا ساتھی بننا مقدر کر لی ہیں۔جلیل القدر پیغمبر حضرت یعقوبؑ کی اولاد اور حضرت ابراہیمؑ کے پوتے لوگوں کے بارے میں بہت افسوس سے یہ کہنا پڑ رہا ہے کہ فلسطین ان یہودیوں کے آباء واجداد کے اصلی شہر تو نہیں ہے۔بلکہ یبوسیوں کا اصلی شہر ہے۔مگر حضرت ابراہیمؑ کے یہاں عراق سے ہجرت کر کے فلسطین کے محلّہ ''الخلیل'' میں آباد ہو جانے کے بعد چلی نسل سے اسماعیلی نسل سے حضورﷺ کے دین متین کا یہاں بول بالا ہوا۔حضرت ابراہیم اور ان کی نسل سے حضرت یعقوبؑ کے یہاں ہجرت کر کے رہ جانے سے واضح ہے کہ مقام فلسطین ابراہیمؑ اور ان کی نسل کے لوگوں کے لئے کا اصلی وطن نہیں ہے۔بلکہ ان کا وطن اصلی سرزمین عراق و بابل ہے۔آپ یہاں فلسطین میں اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہجرت کر کے بود و باس اختیار کر لی۔ورنہ آپؑ کے یہاں آنے سے بہت پہلے یہ سرزمین آباد ہو چکی تھی اور یہاں کے اصلی باشندے یہاں زندگی بسر کر رہے تھے۔

کائنات کی تمام زمین کا اصل مالک چونکہ اللہ تعالیٰ ہیں۔دنیا کے اُتار چڑھاؤ کی تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ اخیر زمانہ میں حضرت رسول اللہﷺ کو اللہ تعالیٰ یہاں کی امانت سونپی اور آپﷺ یہاں سے معراج کو تشریف لے جا کر از سر نو یہاں اسلام دین کا بول بالا کیا۔اس طرح اس سرزمین کی امانت آپﷺ کے حق میں آئی۔مگر اس جگہ کے لئے مسلمان کے علاوہ یہودی اور عیسائی تینوں آپس میں لڑ رہے ہیں۔

آج ضرورت ہے کہ اس سرزمین پر دین محمدیﷺ کی امانت کو دوبارہ زندہ کرنے کے لئے مسلمان لوگ آگے آئیں۔ہم آپ لوگوں سے بس یہی گذارش کرتے ہیں۔اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس سرزمین کی امانت کو ان کے حقیقی وارث اہل اسلام کے پاس واپس بھیج دے۔آمین ثم آمین۔

فقط مفتی محمد سجاد حسین القاسمی

